وہ جو تیرا مہمان تھا فاطمہ کی جان تھا
ہائے غریب محمد کا کربل میں عطشان تھا

ایک ہی سجدے میں سب کچھ بخش دیا شبیر نے
پیاس بجھا دی عالم کی تشنہ دہن اُس پیر نے
شہ کا ہر اِک پل کربل میں مؤمن پر احسان تھا

ایسا فدائی تھا عباس ناز کرے گی جس پہ وفا
چھین کے دریا ظالم سے قطرہ پیا نہ پانی کا
شیر علی کا تھا سارے لشکر کی وہ جان تھا

باپ نہ یوں بے بس ہو کوئی بیٹا جواں مانگے پانی
قطرہ نہ اُس کو دے پائے کیا ہو پدر کی بے حالی
کیسی مصیبت میں دیکھو دین کا سلطان تھا

یہ بھی ستم کی حد دیکھی جھولنے والے اصغر کو
پانی کے بدلے گردن پر تیر لگایا ہے دیکھو
شہ نے کہا بچہ میرا سارے حرم کی جان تھا

شرم سے سورج چھپتا تھا ارض و سما میں سکتا تھا
سبطِ نبی کی گردن پر شمر کا خنجر چلتا تھا
ماتم میں دریاؤں کی موجوں میں طوفان تھا

کچھ تو ٹھہر جا موجِ بلا بھائی کو زینب دیکھ تو لے
چھینی گئی ہے سر سے رِدا کیسے کفن بھائی کو وہ دے
اونٹ پہ قیدی بن کے چلی ، بھائی پڑا بے جان تھا